پطرس البستانی

از جناب مولوی حافظ رشید احمد صاحب ارشد۔ ایم۔ اے

معلم پطرس البستانی کا نام انیسویں صدی کے عربی ادب میں ہمیشہ زندۂ جاوید رہے گا۔ اور عربی ممالک اور بالخصوص علاقۂ شام میں ان کی قومی اور علمی خدمات آنیوالے ادبا اور رہنماؤں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ بنیں گی۔ وہ عربی ممالک کے سرسید و شبلی تھے، جنھیں مختلف تعلیمی، علمی، ادبی اور معاشرتی تحریکات کی بنیاد ڈالنے کا فخر حاصل ہے۔ انھوں نے مشرقی اور مغربی علوم کے بہترین ثمرات سے اپنی قوم کو لطف اندوز بنایا۔ اور سب سے پہلے عربی صحافت کی بنیاد ڈالی۔ موجودہ زمانے میں شام اور بیروت میں جو علمی چرچا ہے اور مختلف ادیبوں اور فضلاء کی طرف سے جو قابلِ قدر کتابیں شائع ہو رہی ہیں ان سب کا سرچشمہ پطرس البستانی تھے۔ جنھوں نے مختلف علمی انجمنوں اور علمی و ادبی تصانیف کے ذریعے وہ علمی بیداری پیدا کی۔ جس کی وجہ سے عربی زبان اور لٹریچر مغربی زبانوں کے ہم پلہ ہوئے اور بیروت کا نام چار دانگ عالم میں مشہور ہوا۔

پطرس بستانی پہلے شخص تھے جنھوں نے اس "دورِ تنزل" میں سب سے پہلے عربی انسائیکلوپیڈیا کو ترتیب دینے کا کام اپنے ذمے لیا۔ اور تن تنہا عربی "دائرۃ المعارف" کی کئی ضخیم جلدیں شائع کیں نیز عربی زبان کی جدید طرز پر نہایت آسان اور جامع ڈکشنری تحریر کی۔

اگر ایک طرف ان کے قابل قدر علمی کارنامے ہیں تو دوسری طرف ان کے تعلیمی، قومی اور معاشرتی کارنامے بھی کم اہمیت نہیں رکھتے۔ تعلیم نسواں کی حمایت میں انھوں نے اس وقت آواز بلند کی جب عورتوں کی حمایت میں کچھ کہنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں انھوں نے سرسید کی طرح اعلیٰ درجہ کا تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا جو دیگر مدارس کے لئے قابلِ رشک نمونہ ثابت ہوا۔

پطرس، شبلی کی طرح کثیر تصانیف کے مالک تھے، تاریخی مضامین پر محققانہ نظر رکھتے تھے اور انھوں نے "فانی العلم" ہونے کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔

ایسی حالت میں یہ بیجا نہ ہوگا۔ اگر ہم ایسی اعلیٰ شخصیت کے مختصر سوانح حیات قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ان کے حالات ہمارے علمی و ادبی حلقے کے لئے قابلِ تقلید ہوں گے اور انھیں عزم و عمل کی دعوت دیں گے۔

ابتدائی حالات معلم پطرس بستانی، جنوبی بستان کے بستانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، ان کے مورثِ اعلیٰ کے پاس ایک بڑا باغ تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ "بستانی" کہلانے لگے تھے۔ پطرس کے باپ رومن کیتھولک عیسائی تھے، اور پطرس "دبیہ" کے گاؤں میں ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے۔ اور اسی گاؤں کے ایک مدرسہ میں مشہور معلم الخوری فیخائل بستانی کی زیر نگرانی تعلیم پانے لگے۔ انھوں نے حسب دستور عربی اور قدیم سریانی زبان کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ اور بہت جلد اس مدرسہ میں قابلِ استاد کو دو ہونہار شاگرد ایسے نظر آئے، جن میں ترقی کرنے کے پورے امکانات موجود تھے، ان میں سے ایک پطرس بستانی تھے، جب ان دونوں ہونہار طالب علموں نے گاؤں کے ابتدائی مدرسے کی تعلیم مکمل کر لی تو استاد موصوف نے شام کے علاقہ صور و (صیدا) کے لاٹ پادری عبداللہ البستانی کے پاس ان کی سفارش لکھ بھیجی، تاکہ عیسائی مشن کی طرف سے انھیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع عطا کئے جائیں۔ چنانچہ ان کی یہ کوشش بارآور ثابت ہوئی اور یہ طالب علم عین ورقہ کے ہائی سکول میں داخل کرلئے گئے۔

تعلیم و تدریس اس اسکول میں پطرس نے عربی صرف و نحو، عروض اور علم البیان کے ساتھ ساتھ تاریخ، جغرافیہ، حساب اور عیسائی دینیات کی تعلیم بھی حاصل کی، رومن کیتھولک کلیسا کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے لاطینی، سریانی اور اطالوی زبانیں بھی سیکھیں۔ اس طرح وہ مشرقی اور مغربی علوم کے فاضل بن گئے چونکہ ان مدارس کا سب سے بڑا مقصد عیسائی مبلغ اور پادری بنانا ہوتا تھا۔ اس لئے رومن کیتھولک کلیسا کے طریقے کے مطابق مزید مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کلیسا نے ان دونوں ہونہار طالب علموں کو اٹلی کے دارالحکومت اور پاپائے روم کے مستقر روم

میں بھیجنے کا ارادہ کیا۔ پطرس کا ساتھی شبلی تو روم چلا گیا اور وہاں سے آنے پر کلیسا کا مشہور پیشوا بن گیا مگر پطرس کی قسمت میں دنیائے علم وادب کی سرداری لکھی تھی۔ اس لئے وہ روم نہیں جا سکے۔ کیونکہ ان کی والدہ کو ان کی مفارقت گوارہ نہ تھی۔ لہٰذا وہ عین ورقہ کے مدرسہ میں مسند تعلیم وتدریس پر سرفراز ہوئے اور وہاں یہ سلسلہ ۱۸۴۰ء تک قائم رہا۔

بیروت میں ترجمان | ۱۸۴۰ء کا سال شام کے لئے نہایت پریشان کن سال تھا۔ اس زمانے میں مغربی طاقتوں کے جہاز سواحلِ لبنان پر منڈلانے شروع ہو گئے تھے۔ اور خاص کر برطانیہ، آسٹریا اور جرمنی کے جہازوں کی آمدورفت بکثرت ہونے لگی تھی، بیروت لبنان کی زبردست بندرگاہ تھی۔ اور انگریزوں کی کافی تعداد تجارتی اغراض کے لئے وہاں قیام پذیر ہو گئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے پطرس کو اپنا ترجمان مقرر کر لیا اور اس طریقے سے ان کا ربط وضبط انگریزوں سے بڑھ گیا۔ اور انھیں انگریزی زبان کو بآسانی سیکھنے کا موقع مل گیا۔

امریکن مشن سے تعلق | اس عرصہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی تبلیغ واشاعت کے لئے امریکن مشنری بھی آپہنچے اس سے پیشتر شام وفلسطین کے عیسائی زیادہ تر رومن کیتھولک کے کلیسا سے تعلق رکھتے تھے اور خود پطرس بھی اس فرقہ کے پیرو تھے مگر چونکہ اس مشنری گروہ میں کئی فاضل اور مشرقی ادب کے دلدادہ اشخاص بھی شامل تھے۔ اس بنا پر بہت جلد انھوں نے پطرس کو اپنے زمرہ میں شامل کر لیا۔ پطرس بھی ایک آزاد اور روشن خیال عیسائی تھے۔ اس لئے پروٹسٹنٹ فرقہ کے پیرو بن گئے۔

ان لوگوں میں ڈاکٹر کرنیلیوس وانڈیک کی شخصیت اپنے اندر ایسی مقناطیسی کشش رکھتی تھی، کہ بہت جلد انھوں نے پطرس کو اپنا فریفتہ بنا لیا۔ درحقیقت ڈاکٹر وانڈیک ایک بڑے قابل مستشرق اور فرشتہ خصلت انسان تھے۔ پطرس کے ساتھ ان کی مخلصانہ دوستی کی ابتدا اسی عرصہ میں ہوئی۔ مگر رفاقت ومحبت کا یہ ایسا پیمان محکم تھا جو تمام عمر استوار رہا۔ اور اس میں کبھی شکست وریخت نہیں ہوئی۔

۱۸۴۶ء میں ڈاکٹر کرنیلیوس وانڈیک نے عبیہ کے مقام پر ایک اعلیٰ قسم کا مدرسہ قائم کیا اور وہاں تعلیم دینے کے لئے پطرس کو بلا لیا۔ پطرس نے اس مدرسہ میں دو سال تعلیم دی۔ اس عرصہ میں انھوں نے

علم حساب میں ایسی جامع کتاب تحریر کی جو قدیم و جدید تمام حسابی قاعدوں پر حاوی تھی اور اس قدر قبول ہوئی کہ تمام مدارس میں داخلِ نصاب ہوئی۔ اسی زمانے میں ان کا فرزند اکبر سلیم بستانی پیدا ہوا جوان کے آخر زمانے میں ان کے علمی مشاغل اور صحافت نگاری میں ان کا زبردست معاون بنا۔

اصلاحی تحریکات | ۱۸۴۸ء میں پطرس بستانی بیروت میں امریکن سفارت خانے کے مترجم مقرر ہوئے اور ۱۸۶۲ء تک اسی خدمت پر فائز رہے۔ اس اثنا میں انھوں نے مختلف قومی اور علمی انجمنوں میں کام کیا۔ اور مختلف جلسوں میں اصلاحی اور معاشرتی لیکچر دیئے۔ اس زمانہ میں تعصب اور باہمی نفاق و اختلاف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ پطرس جیسے شریف دل نے محسوس کیا کہ عوام کی اخلاقی تربیت اور ان کی اصلاح کے لئے جدوجہد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے تقاریر اور تصانیف کے علاوہ انھوں نے اخبارات سے بھی کام لیا۔

علمی مشاغل | ۱۸۶۰ء کے بعد انھوں نے ایک اخبار "نفیر سوریا" جاری کیا۔ اور بائبل کے عربی ترجمہ میں ڈاکٹر عالی سمتھ کی اعانت کی، ان کے آخری سال ان کی عمر کا بیش قیمت حصہ تھے۔ کیونکہ انہی برسوں میں انھوں نے وہ علمی کارنامے سرانجام دیئے جو ہمیشہ ان کی یادگار رہیں گے، اسی زمانہ میں انھوں نے ایک قومی سکول بھی قائم کیا۔

پطرس ساری عمر طالب علم رہے، غیر ملکی زبانوں اور مختلف علوم وفنون کا مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ رہا تھا۔ آخر میں بھی انھوں نے یونانی اور عبرانی جیسی قدیم اور کٹھن زبانیں سیکھیں ان کا انتقال ۱۸۸۳ء میں حرکتِ قلب بند ہونے سے ہوا ان کی موت شام اور لبنان کے علمی حلقے میں ایک ناقابلِ تلافی نقصان ثابت ہوئی اور تمام قوم نے بلا لحاظ مذہب و ملت یہ محسوس کیا، کہ ان کا ہر دلعزیز "قائد علمی" دنیا سے رخصت ہوگیا۔ جنازے پر بے شمار آدمیوں کا ہجوم تھا۔ شام کے راستے پر مقبرۂ انجابیہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

صد سالہ برسی | پطرس البستانی شام کے وہ واحد بلند پایہ عالم تھے جن کی صد سالہ برسی بلاد عربیہ کے تمام عالموں اور ادیبوں کی طرف سے منائی گئی کیونکہ اس تحریک پر جس کی ابتدا، مشہور عربی

مورخ نقولا بازنے کی تھی۔ تمام عربی اخبارات اور ادبا نے صدائے لبیک بلند کی تھی۔ اور ۱۹۱۹ء میں امریکن کالج بیروت کے ہال میں ان کی صد سالہ برسی منانے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں شہر کے لوگوں کے علاوہ ۶۵ بڑے بڑے عالم اور ادیب شریک تھے۔ جن میں عرب کی ۹ ادیب خواتین بھی شامل تھیں۔ ان سب فاضلوں نے اپنی تقریر میں انیسویں صدی میں شام کے اس علمی قائد کے علمی کارناموں کی داد دی۔

اخلاق وعادات معلم پطرس البستانی کتابوں کے عاشق زار تھے۔ انھیں علم کا اسقدر شوق تھا کہ ان کے دوست جب ان سے ملنے کے لئے آتے تھے تو ہمیشہ وہ انھیں اپنے کتب خانہ میں کتابوں اور اوراق کے انبار کے نیچے دبے ہوئے پاتے تھے۔ علم کی محبت میں وہ ہر چیز کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ محبت اور مستقل مزاجی ان کے اخلاق وعادات کی دو نمایاں خصوصیات تھیں جو کام وہ شروع کر دیتے تھے اسے کر کے چھوڑتے تھے۔ وطن کی محبت اور خدمت کو انھوں نے اپنا شیوۂ زندگی بنالیا تھا۔ وہ اپنی قوم اور وطن کے سچے اور مخلص خادم تھے۔ سادگی، کفایت شعاری، تواضع، حلم وبردباری اور خوش اخلاقی نے ابنائے وطن میں ہر دلعزیز اور بارسوخ بنا دیا تھا۔ انہی اوصاف کی بنا پر وہ ہر ایک کو نیک مشورہ دیتے تھے ان کا دل مذہبی تعصب سے بالکل پاک وصاف تھا۔ اس وجہ سے وہ بلا لحاظ مذہب وفرقہ اپنے ہم وطنوں کی خدمت اور بھلائی میں کوشاں تھے۔

قومی مدرسہ کی بنیاد پطرس چونکہ خود بلند اخلاق اور عمدہ کیرکٹر کے مالک تھے۔ اس لئے یہی جذبہ وہ اپنے قومی مدرسہ کے طالب علموں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ صرف "اخلاق وتہذیب" پر لیکچر دیتے تھے اور ان کی اخلاقی نگرانی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے مدرسہ میں ممالکِ مصر ترکی، یونان، عراق اور عجم سے طالب علم کھنچے چلے آتے تھے۔ یہاں عربی کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ حکومت کے معزز عہدہ دار اس قومی سکول کا معائنہ کرنے کے لئے آتے تھے چنانچہ خلافتِ عثمانیہ کی طرف سے ان کی اس حسنِ خدمات پر انھیں ایک تمغہ بھی عطا ہوا تھا۔ یہاں کے

جرائد و رسائل | پطرس نے جو اخبارات و رسائل شائع کئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نفیر سوریا۔ یہ دو صفحوں کا چھوٹا سا اخبار تھا جو ۱۸۶۵ء میں جاری ہوا۔ مگر اس پریشان کن دور میں اس کے تیرہ نمبر ہی شائع ہوئے تھے کہ یہ بند ہو گیا۔

(۲) الجنان۔ اس نام سے سیاسی علمی، ادبی اور تاریخی پندرہ روزہ رسالہ ۲۲ صفحات میں ۱۸۷۵ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے سرورق پر "حب الوطن من الایمان" لکھا رہتا تھا۔ یہ رسالہ بہت مقبول ہوا۔ اور اس کی اشاعت بہت زیادہ ہو گئی۔ اس رسالہ کے اکثر مضامین ان کے بڑے صاحبزادے معلم سلیم کے زورِ قلم کا نتیجہ ہوتے تھے اس رسالہ میں عوام کی دلچسپی کے لئے ایک مسلسل کہانی بھی شائع ہوتی تھی۔

(۳) الجنۃ۔ یہ ہفتہ وار اخبار پطرس نے ۱۸۷۵ء میں اپنے بیٹے سلیم کی معاونت میں "نفیر سوریا" کے بند ہونے کے بعد شائع کیا۔ جس میں زیادہ تر سیاسی اور تجارتی خبریں ہوتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے سہ روزہ کر دیا گیا۔ پطرس کی وفات کے بعد کئی سالوں تک اس اخبار کو ان کے بیٹے سلیم اور نجیب نکالتے رہے۔

(۴) الجنینۃ۔ اس نام سے انھوں نے ایک اور اخبار ۱۸۷۱ء میں جاری کیا۔ یہ ہفتہ میں چار مرتبہ شائع ہوتا تھا۔

تصنیفات | (۱) سب سے پہلے انھوں نے ڈاکٹر عالی سمتھ کے ساتھ مل کر توارت (بائبل) کے ایک بڑے حصے کا عربی میں ترجمہ کیا۔

(۲) دو تین کتابیں صرف و نحو میں تحریر کیں۔ جن میں عربی گرامر کے طویل مسائل کو نہایت آسان اور مختصر طریق سے طلبار کو ذہن نشین کرایا گیا تھا۔

(۳) محیط المحیط کے نام سے ایک عربی لغات ۱۸۷۵ء میں دو جلدوں میں شائع کی۔ اس لغت کی ترتیب حروف تہجی پر حروفِ اول کے لحاظ سے رکھی گئی تھی۔ اس میں علوم و فنون کی اصطلاحات معربات اور مروجہ عجمی الفاظ کی تشریح بھی کی گئی تھی۔ عوام کے الفاظ اور علمی اصطلاحات کے الفاظ دونوں نہایت کثیر تعداد میں جمع کئے گئے تھے اور ان سب الفاظ کی تشریح نہایت آسان عبارت میں کی گئی تھی۔

اپنی نمایاں خصوصیات اور امتیازی شان کی وجہ سے خلافتِ عثمانیہ کی طرف سے مولف کو

مجیدی تمغہ اور ڈھائی سو مجیدی پونڈ بطور اعزاز و انعام عطا ہوئے تھے۔

(۴) قطر المحیط، کے نام سے بڑی ڈکشنری کا اختصار بھی خود انھوں نے کیا تھا۔

(۵) دیوان متنبی کی شرح۔

(۶) "کشف الحجاب فی علم الحساب" کے نام سے . . . . . انھوں نے حساب کے قاعدوں پر ایک نہایت مکمل اور جامع کتاب تحریر کی جو تمام تعلیمی مدارس میں بہت مقبول ہوئی۔

(۷) اسی طرح "بک کیپنگ" پر بھی عربی زبان میں انھوں نے ایک کتاب تحریر کی۔

(۸) رابنسن کروسو کا سفر نامہ۔ اس کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ۔ مصنف اور مولف ہونے کے ساتھ ساتھ پطرس البستانی ایک زبردست خطیب اور لیکچرار بھی تھے۔

عربی انسائیکلو پیڈیا پطرس کا سب سے بڑا کارنامہ عربی انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تالیف ہے۔ اس زمانے میں جبکہ انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب و تبویب کا کام خود یورپ میں بھی ابتدائی حالت میں تھا اور وہاں کی ترقی یافتہ زبانیں بھی اس سے خالی تھیں۔ پطرس کا عربی زبان میں "دائرۃ المعارف" کی ضخیم جلدیں شائع کرنا نہایت اولوالعزمی کا کارنامہ تھا انھوں نے یہ کام اس وقت شروع کیا جبکہ بلاد عربیہ پر جہالت، ادبار و انحطاط کی سیاہ گھٹائیں چھارہی تھیں۔ اور کوئی شخص ان کا ہاتھ بٹانے والا نہ تھا۔ چنانچہ اس عظیم الشان کام میں انھیں صرف اپنے بیٹے سلیم، سلیمان اور معدودے چند آدمیوں کی اعانت حاصل ہوئی مگر انھوں نے ہمت نہ ہاری، بلکہ اس کے ابواب کو ترتیب دیکر ۱۸۷۶ء میں اس کا پہلا حصہ شائع کیا۔ اس کے بعد ہر سال آٹھ سو صفحات کی ایک جلد شائع ہوتی رہی۔ مگر افسوس کہ وہ چھ حصے ہی شائع کرنے پائے تھے کہ ان کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا اور یہ کام ادھورا رہ گیا۔

ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہا۔ اور ۱۹۰۵ء تک اس کے گیارہ حصے شائع کردئے گئے تھے۔ لیکن ان لوگوں کی وفات کے بعد اور کوئی حصہ شائع نہیں ہوسکا چنانچہ اب یہ "کوشش نا تمام" اس زبردست ادیب کی یادگار بن کر رہ گئی۔ مگر عربی ادب میں اس کے کارنامے مکمل اور غیر فانی رہیں گے۔